رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ٹیلیفون: ۴۴۹

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ۔ عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔

روزنامہ

الفضل

ربوہ

ایڈیٹر: مسعود احمد دہلوی

جلد ۷۱/۳۶ | سوموار ۷ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ، ۲۵ اخاء ۱۳۶۱ ہش، ۲۵ اکتوبر ۱۹۸۳ء | نمبر ۲۳۹

علم کے میدان میں دُنیا بھر کی قیادت کرنے کیلئے

احمدی طلبا اپنے آپکو تیار کریں اور کمرِ ہمت کس لیں

طلباء میں ماشاء اللہ آگے بڑھنے کا جذبہ بیدار ہو چکا ہے اور یہ سلسلہ ترقی پر ہے

دُعاؤں کے ذریعے سے تیاری کریں اللہ تعالیٰ آپکو بڑی بڑی منازل طے کرنے کی توفیق دیگا

احمدیہ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کے عصرانہ کے موقع پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب

ربوہ: ۱۸ اخاء/اکتوبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احمدی طلباء اور نوجوانوں کو کہا ہے کہ وہ اپنے آپ کو تیار کریں اور کمرِ ہمت کس لیں۔ کیونکہ اُنہوں نے دُنیا بھر کو علوم سکھانے اور نئے علوم دینے ہیں۔ اس میدان میں سرداری کرنی ہے حضور نے فرمایا اس لیے غفلت کو چھوڑیں اور دُعاؤں کے ذریعے سے تیاری کریں۔ اللہ تعالیٰ بڑے بڑے علوم آپ کے ذریعے کھولے گا اور بڑی بڑی منازل آپ سے طے کرائے گا۔ حضور نے بطورِ خاص زبانیں سیکھنے کا ذکر کیا اور اس امر پر خوشی کا اظہار فرمایا کہ احمدی طالب علموں میں ماشاء اللہ آگے بڑھنے کا جذبہ بیدار ہوا ہے اور یہ سلسلہ دن رات ترقی پر ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے یہ ارشادات احمدیہ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کے تیسرے سالانہ کنونشن کے عصرانے سے خطاب کرتے ہوئے فرمائے۔ یہ عصرانہ ۱۸ اکتوبر کو بعد نماز عصر ایوانِ محمود میں منعقد ہوا۔ حضور انور ایدہ اللہ چار بجکر پچاس منٹ کے قریب تشریف لائے اور جملہ حاضرین کو اپنے ہمراہ چائے پینے کا شرف عطا فرمایا۔ چائے سے فارغ ہونے کے بعد تقریب کی کارروائی تلاوت کلام پاک سے شروع ہوئی

حضور ایدہ اللہ نے بیٹھے بیٹھے ہی بے تکلفانہ انداز میں نوجوان طالب علموں سے گفتگو فرمائی۔

حضورؒ نے اپنی گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا کہ سب سے پہلے میں طلباء کو یہ خوشخبری دیتا ہوں کہ آکسفورڈ میں تعلیم حاصل کرنے والی ایک احمدی بچی عزیزہ امۃ المجیب نے جو اکرام اللہ صاحب کی بیٹی ہیں سالڈ سٹیٹ فزکس کی ڈاکٹریٹ کے پیپر اور وائوا ۷۱۷۸ ہر دو بہت نمایاں کامیابی سے پاس کر لئے ہیں۔ الحمد للہ۔ ان سے وائوا کا انٹرویو کرنے والوں نے سب سے پہلے تو اس بات پر تعجب کیا کہ لڑکی نے برقعہ پہنا ہوا ہے انہوں نے کہا ہمیں تو امید تھی کہ سکرٹ پہنے ہوئے کوئی لڑکی ہوگی۔ اس پر ہماری احمدی بچی نے جواب دیا کہ یہ میری اسلامی شان ہے میں نے اسی طرح تعلیم حاصل کی ہے اور اسی طرح آگے بھی پڑھوں گی۔ میں اس کو ترک نہیں کر سکتی۔ حضور نے فرمایا اس بچی کا وائوا بہت اچھا ہوا۔ آخر انٹرویو لینے والوں نے اس سے کہا کہ ہمیں ایک معاملے میں تمہاری مدد کی ضرورت ہے ہم نے تمہارے تحریری پرچے بھی دیکھے ہیں مگر ان میں ہمیں کہیں غلطی محسوس نہیں ہوئی۔ اگر کوئی غلطی تم سے خود ہو گئی ہے تو بتا دو!!

حضور ایدہ اللہ نے اس احمدی بچی کی کامیابی پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی طلباء ایک نئے دور میں داخل ہو رہے ہیں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کو بھی اس طرف بہت توجہ تھی اور آپ کی زندگی میں ہی ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی زبردست کامیابی سے بہت اثر ہوا اور چھوٹے بڑے احمدی طالب علموں میں اس کامیابی سے آگے بڑھنے کا بہت جوش پیدا ہوا اور حالیہ دورے کے دوران باہر کے ممالک میں بھی احمدی طالب علم ملے جن کا جذبہ یہ تھا کہ ہم نے ڈاکٹر عبدالسلام بننا ہے بہت سے یہ بھی کہتے تھے کہ عبدالسلام سے بھی آگے نکلنا ہے حضور نے فرمایا اس علمی برتری کا سلسلہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی توجہ سے بڑے زور سے سامنے آیا۔ لیکن دراصل اس کی جڑیں بہت دور ماضی میں بڑی گہری ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علم حاصل کرنے پر بہت زور دیا باوجودیکہ عرب جہالت کا گہوارہ تھا مگر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ساری جہالتیں ختم کر دیں۔ صحابہ کرامؓ نے بھی علم میں دلچسپی لینا شروع کی۔ وہ دوسری زبانیں بھی سیکھتے تھے۔ علم کے اس دور نے بعد ازاں بہت عروج حاصل کیا اور پھر تنزل بھی ہوا اور جہالت کا دور بھی اہلِ اسلام پر آیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو مبعوث فرمایا۔ جنہوں نے بڑی دعاؤں سے

باقی صفحہ پر

مسجد بشارت کے افتتاح کی تقریب

غانا ٹیلیویژن پر

مکرم مولوی عبدالوہاب صاحب انچارج غانا مشن نے بذریعہ تار اطلاع دی ہے کہ مسجد بشارت پیدرو آباد سپین کی افتتاحی تقریب کی کارروائی غانا ٹیلیویژن نے وسیع پیمانہ پر دکھائی۔ مسجد کے اندرونی اور بیرونی مناظر کی خوبصورت اور دلکش تصاویر کے ساتھ سپین میں سات سو سال سے زائد عرصہ کے بعد جماعتِ احمدیہ کے ذریعہ احیائے اسلام کی بیمثال کوششوں کا تذکرہ بھی کیا۔ الحمد للہ۔

مرسلہ وکالت تبشیر

اخبارِ احمدیہ

ربوہ: ۲۴ اخاء/اکتوبر۔ حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے بارے میں آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ

"طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہے" الحمد للہ!

احباب کرام التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضرت سیدہ ممدوحہ مدظلہا کے بابرکت وجود کو صحت وسلامتی سے رکھے اور آپ کو برکتوں اور فضلوں سے معمور طویل زندگی عطا کرے۔ آمین۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا آپ!

• چندہ عام • حصہ آمد

• چندہ جلسہ سالانہ

ادا فرما چکے ہیں؟

(ناظر بیت المال آمد ربوہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴ ... مسعود احمد ... مطبوعہ ضیاء الاسلام ... دفتر روزنامہ الفضل ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لجنہ اماء اللہ کراچی سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا خطاب

صرف اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جس نے عورت کے صحیح مقام کو پہچانا

اللہ نے عورتوں کو رحمت عطا کی ہے یہ اسلئے ہے تاکہ وہ آئندہ نسلوں کو سنوار جائیں

اپنی لذات کو اپنے ربّ سے وابستہ کریں۔ لذتوں کے معیار درست کریں

اللہ کی طرف بڑھنے کے رستہ میں ایسی لذات ہیں کہ عام آدمی اس کا تصوّر بھی نہیں کر سکتا

فرمودہ:۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مورخہ ۲۹ جولائی ۱۹۸۲ء

(مرتبہ:۔ مکرم یوسف سلیم ملک صاحب ایم اے انچارج شعبہ رود نویسی ربوہ)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سفر یورپ پر تشریف لے جاتے ہوئے کراچی میں قیام کے دوران مورخہ ۲۹ جولائی ۱۹۸۲ء کو لجنہ اماء اللہ کراچی سے جو خطاب فرمایا تھا اُسے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

"دنیا میں عورت کے مقام کا بہت کم احساس کیا گیا ہے اور عورت کی آزادی کے نام پر مختلف ممالک میں جو مختلف قسم کی تحریکات چل رہی ہیں اگر اُن کا بنظرِ غور مطالعہ کیا جائے تو معلوم یہ ہوگا کہ عورت کے مقام کو نہ پہچاننے کے نتیجہ میں وہ تحریکات ہیں۔ اس کے مقام کی عظمت کے احساس کے نتیجہ میں نہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ صرف اسلام ہی وہ ایک مذہب ہے جس نے

عورت کے صحیح مقام کو پہچانا۔

اس کی تعلیم دی۔ اس کی عظمت کو قائم کیا۔ اس کی عصمت کی حفاظت کا دعویٰ کیا اور ایسے تمام خطرات سے متنبہ کیا جن میں مبتلا ہونے کے نتیجہ میں عورت اپنے مقام کو کھو دیتی ہے اور اس مقام کو کھو دینے کے نتیجہ میں بعض دفعہ ساری قوم اپنے مقام کو کھو دیتی ہے۔

عورت کا پہلا حق اور سب سے عظیم مقام جو اسے ملنا چاہیئے وہ ماں کا مقام ہے باقی سارے مقام ثانوی حیثیت رکھتے ہیں اور ماں کا عورت کے لفظ کے ساتھ ایک ایسا گہرا واسطہ۔ ایک ایسا گہرا رابطہ ہے کہ اُس سے زیادہ دُنیا کے کسی رشتے میں اور کوئی رابطہ تصوّر میں نہیں آسکتا۔ یہ اتنا گہرا رابطہ ہے اور اتنا عظیم رابطہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ صلہ رحمی کرو۔ رحمی رشتوں کا خیال کرو کیونکہ رحم مادر کا لفظ اُسی مادے سے نکلا ہے۔ جس سے رحمٰن۔ خدا تعالیٰ کا نام نکلا ہے۔ یہ ہے مقام عورت کا۔ اس سے زیادہ عظمت اور احترام کا تصوّر بھی نہیں کیا جا سکتا کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فرما رہے ہوں کہ اے عورت! تو جس حیثیت کے ساتھ یعنی اوّلین حیثیت کے ساتھ اور اپنے مقصد کے ساتھ دُنیا میں آئی ہے۔

تجھے خوش خبری ہو

کہ تیرا مادہ اور رحمٰن خدا کا مادہ ایک ہی ہے۔ چنانچہ اس مضمون کو آگے بڑھاتے ہوئے آپؐ نے فرمایا کہ جو شخص رحم مادر سے تعلق قطع کر لیتا ہے۔ وہ رحمان خدا سے بھی قطع تعلق کر لیتا ہے کیونکہ ایک ہی سرچشمہ ہے دونوں کا۔

اس کے بہت سے پہلو ہیں۔ اگر تفصیل میں اس کا ذکر کیا جائے اس حدیث کے معارف پر گفتگو ہو تو ایک لمبا مضمون ہے جس پر ایک الگ کتاب چاہیئے۔ لیکن اس موقع پر آپ کو صرف اس حقیقت کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس چھوٹے سے فقرہ میں بہت ہی عظیم مقام کی طرف بھی اشارہ فرما دیا۔ اور بہت عظیم ذمہ داریوں کی طرف بھی۔

حقیقت یہ ہے کہ تربیت کا رحم سے ایک تعلق ہے۔ شفقت اور پیار کا تربیت سے ایک گہرا تعلق ہے۔ اگر خدا رحمان نہ ہوتا اُسے کچھ بھی پرواہ نہ ہوتی اپنے بندوں کی تربیت کی۔ وہ اپنی مخلوقات سے بے نیاز ہو جاتا — یہ اُس کی رحمانیت ہی کا جلوہ ہے۔ اُسی کا کرشمہ ہے کہ وہ باریک در باریک نگاہ ڈالتے ہوئے بھی اپنی مخلوقات کی تربیت کا انتظام فرماتا ہے۔ اور کوئی ایسا امکانی پہلو باقی نہیں چھوڑتا جس میں اُس کا رحم کا جذبہ غالب نہ ہو۔ اور ہر تعلیم رحم کے جذبہ سے پھوٹ رہی ہے۔ ہر تربیت کی کوشش رحم کے جذبہ کے نتیجہ میں ہوتی ہے۔

پس یہ وہ بنیادی حقیقت ہے عورت کی جس کی طرف سرورِ دو عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیسے پیارے انداز میں توجہ دلائی۔ عورت کے حقوق قائم کرتے ہوئے یہ فرمایا ہے اور بنی نوع انسان کو یہ بتایا ہے کہ ماؤں سے تعلق کاٹ کر اور ماؤں کے رشتوں کے تعلقات کو توڑ کر تم اپنے

خدا سے بھی کاٹے جاؤ گے

اور اپنے خدا کے رشتے بھی اپنے ہاتھوں سے کھو بیٹھو گے۔

یہ ایک مقام ہے جس کی ذمہ داریاں بھی ہیں۔ اللہ رحمان ہے تو اُن ذمہ داریوں کو جو رحمانیت کا تقاضا کرتی ہیں ادا بھی فرماتا ہے۔ اور مائیں بھی اگر وہ رحمان خدا کے مشابہ بننا چاہتی ہیں تو ان کو تربیت کے حق ادا کرنے پڑیں گے۔ محض نام کی مماثلت سے تو کچھ نہیں بنے گا حقیقت میں رحمانیت کا جلوہ اس طرح دکھانا پڑے گا کہ اولاد کی تربیت کے باریک در باریک حقوق بھی ادا کیے جائیں۔

تربیت کے لیے رحم کی ضرورت ہے۔ رحم کے لیے تربیت کی کوئی ضرورت نہیں۔ تربیت کے لیے رحم کی اس لیے ضرورت ہے کہ سچی رحمت کے نتیجہ میں جس چیز سے وہ رحم کا تعلق قائم ہو اس سے سب سے زیادہ مضبوط رشتہ قائم ہوتا ہے اور تربیت کے نتیجہ میں ایک دُوری کا احساس پیدا ہوتا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے۔ دُنیا میں جتنے بھی ادب ملتے ہیں ہر زبان میں چاہے وہ نثر میں ہو ادب یا شعر کی صورت میں ہو۔ کوئی ایک بھی زبان ایسی نہیں جس کے ادب میں ناصح کے خلاف احتجاج کسی نہ کسی رنگ میں موجود نہ ہو۔ آپ کا کوئی قریبی دوست ہو۔ کتنا ہی آپ کو پیارا ہو۔ جب آپ اس سے نصیحت کا تعلق جوڑتی ہیں تو وہ گھبرا کر پیچھے ہٹنے لگتا ہے۔ شاعر تو کہتے ہیں کہ اُن گلیوں کو چھوڑ دو جن میں سے ناصح گزرتا ہے اور یہی ردِ عمل انبیاءؑ کے آنے کے وقت قومیں دکھایا کرتی ہیں۔ اتنی شدید نفرت۔ اس قدر درد کے ساتھ نصیحت کرنے کے خلاف کہ اس کا تصور بھی نہیں آسکتا کہ یہ کیسے ممکن ہے۔ ہر نصیحت کرنے والے سے ایک منافرت کا اظہار قوموں نے کیا۔ لیکن سب سے زیادہ منافرت کا اظہار انبیاء علیہم السلام سے کیا گیا۔ اب سوال یہ ہے کہ ایک طرف کام خدا تعالیٰ ایسا سپرد فرما دے جس کے نتیجہ میں لوگوں نے بھاگنا ہے تو پھر وہ کون سا رشتہ ہے۔ کون سا مضبوط رسّہ ہے جو باندھ کر اُن کو دوبارہ کھینچ کر واپس لے آئے گا۔ وہی

رحمت کا رشتہ

ہے۔ وہی رحمانیت کا رشتہ ہے۔ تبھی جہاں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سارے جہانوں کے لیے بشیر اور نذیر بنایا گیا وہاں ساتھ ہی رحمۃ للعالمین بھی فرمایا گیا۔ وہ بھاگیں گے لیکن تیرا پیار اُن کو بھاگنے نہیں دے گا۔ وہ دوڑنے کی کوشش کریں گے لیکن تیری محبت انکو کشاں کشاں واپس کھینچ لائے گی اور تیرے قدموں میں لاکر ڈال دے گی۔

یہ ہے پیغام رحمانیت میں اور یہی تعلق ہے رحمانیت کا ربوبیت کے ساتھ اور تربیت کے ساتھ۔ اب دیکھئے بچوں کو ماں سے زیادہ اور کون نصیحت کرسکتا ہے یا کرتا ہے۔ لیکن وہ بچے جو ہر دوسرے کی نصیحت سے بھاگ جاتے ہیں ماں سے نہیں بھاگ سکتے۔ دوڑتے بھی ہیں تو پھر بھی اس کے قدموں میں ان کو جگہ ملتی ہے۔ پھر پیار کا رشتہ غالب آجاتا ہے اور اُن کو کھینچ لاتا ہے۔ اور اس رحمت کے نتیجہ میں نصیحت میں نفرت اور طعن آمیزی پیدا نہیں ہوسکتی۔ یہ ایک اور پہلو ہے اس کا۔ اگر نصیحت رحمت سے خالی ہو تو بعض دفعہ وہ عام نصیحت کے مقابل پر بہت ہی شدید ردِ عمل پیدا کر دیتی ہے۔ اُس میں طعن آجاتا ہے اس میں تشنیع کا پہلو آجاتا ہے۔ اس میں بات چبھونے کا پہلو زیادہ ہوتا ہے اور نصیحت کا پہلو کم۔ چنانچہ عورت ہی کی ذات میں یہ دو مختلف جلوے ہمیں الگ الگ شکلوں میں نظر آتے ہیں۔ جب بچے سے پیار کی بات کرتی ہے۔ نصیحت کی بات کرتی ہے تو بسا اوقات اس کی آنکھوں میں آنسوؤں کی جھلّی بھی آجاتی ہے اور جب کسی رقیب سے۔ کسی شریک سے۔ کسی دوسرے سے نصیحت کی بات کرتی ہے تو اس کی آنکھوں میں اُس رحم کی بجائے طعن اور تمسخر کا رنگ آجاتا ہے۔ وہی زبان جو پیار سے کھینچنے والی زبان ہوتی ہے وہی زبان جب عورت دوسرے کے متعلق استعمال کرتی ہے تو کانٹے والی زبان میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ وہاں وہ رحمان سے تعلق توڑ چکی ہوتی ہے۔ اس کا تعلق ایک فطری تعلق ہے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ عورت بحیثیت مجموعی رحمان ہے۔ خدا تعالیٰ کے رسولؐ نے اس پیاری سی حدیث میں اس کے سارے پہلو ایک چھوٹی سی بات میں بیان فرما دیئے ہیں۔ فرمایا اسکی اولاد کے ساتھ رحمانیت کا تعلق ہے چونکہ

رحمِ مادر اور رحمانِ خُدا

میں ایک تعلق ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ عورت من حیث المجموع اتنی رحمان ہے کہ گویا ساری دُنیا کی تربیت کے لیے مقرر کی گئی ہے۔ اس کی فطرت میں ایک بات ودیعت کی گئی ہے ایک خاص محدود دائرے میں۔ اور وہ اولاد کا دائرہ ہے۔ وہی بات اس سے بہت بڑھ کر انبیاءؑ کی فطرت میں ودیعت کی جاتی ہے ایک بہت وسیع دائرے میں۔ اور سب انبیاءؑ سے بڑھ کر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بنی نوع انسان کے لیے رحمت قرار دیا گیا۔ یہ بتانے کے لیے کہ تیری محبت بالآخر غالب آجائے گی۔ اُن کی نفرتیں تیری محبت کا مقابلہ نہیں کر سکیں گی۔ تجھے ہم بشیر اور نذیر بناتے ہیں۔ اس لیے نہیں کہ یہ دُنیا تجھ سے بدک کر بھاگ جائے اور منافرت کرتے ہوئے پیٹھ دکھا کر دُور ہو جائے۔ بلکہ اس لیے کہ ہم تجھے ساتھ رحمت بھی قرار دے رہے ہیں۔ اور رحمت ہمیشہ جیتا کرتی ہے منافرت پر۔ محبت کی ہمیشہ نفرت پر فتح ہوا کرتی ہے۔ بچے بعض دفعہ ماؤں سے بھی بھاگ جاتے ہیں۔ بغاوت بھی کر دیتے ہیں۔ بڑے بڑے سخت کلمات بھی کہتے ہیں۔ لیکن ایک ایسا وقت آتا ہے کہ

ماں کی گریہ وزاری اور اُس کے آنسو

اس بچے کو واپس لے آتے ہیں۔ پہلے سے زیادہ ندامت کے ساتھ۔ پہلے سے زیادہ شرمندگی کے احساس کے ساتھ وہ اُس کے قدموں پر گرتا ہے اور پچھلے سارے گناہوں کی معافی مانگتا ہے اور اس وقت رحمت کا ایک اور اظہار ہوتا ہے۔ اُس وقت رحمت اس کو ٹھکراتی نہیں۔ اُس کو ٹھوکریں نہیں مارتی۔ یہ نہیں کہتی کہ تم اپنے ماضی کو دیکھو۔ تم نے مجھ سے کیا سلوک کیا تھا۔ اس کو اٹھاتی ہے اور گلے سے لگاتی ہے کہ تیرا مقام میرے پاؤں نہیں۔ میری چھاتی سے لگ کیونکہ میری رحمت تو اُسی طرح غیر مبدّل ہے۔ جس طرح پہلے جوش مار رہی تھی آج بھی اسی طرح جوش مار رہی ہے۔ مجھے تجھ سے کوئی شکوہ نہیں۔ آج بھی اتنی مدت کے بعد اتنے سالوں کے بعد بھی تو رُوٹھا ہوا گھر آیا ہے تو مجھے تُو نے راضی کر دیا ہے۔ مَیں چاہتی ہوں کہ اس رضا کے نتیجہ میں اور بھی تجھ سے پیار کروں۔ بالکل یہی کیفیت رحمان خدا کی بھی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی قسم کی کیفیت کا نقشہ کھینچتے ہوئے ہمیں فرمایا کہ دیکھو ایک شخص جو شدید پیاس میں مبتلا ہو۔ صحرا میں پھنس جائے۔ اس کو رستہ نہ ملے اور وہ اونٹنی جس پر اُس کا پانی اور کھانا یعنی زادِ راہ لدا ہوا ہو اور سفر کا ذریعہ بھی وہی ہو۔ وہ اونٹنی گم جائے۔ بیقرار ہو کر وہ چاروں سمت دیکھے اور تلاش کرے لیکن اس کی اونٹنی اُسے کہیں نظر نہ آئے۔ جب وہ مایوسی کی انتہاء کو پہنچ چکا ہو اچانک دیکھے کہ وہ اونٹنی اُس کے پاس کھڑی ہے۔ فرمایا کہ دیکھو اُس بندے کو جتنا لطف آئے گا۔ جتنی تسکین ملے گی جتنا شکر سے اس کا دل بھر جائے گا اُس اونٹنی کو پاکر۔ تو جب خدا کا بندہ توبہ کرتا ہے تو خدا کو اس سے بھی زیادہ لذت آتی ہے۔ اس سے بھی زیادہ محبت اور پیار کا سلوک کرتا ہے۔

کتنا عظیم رسولؐ ہے

اس کی کوئی مثال نہیں کائنات میں۔ اس طرح چھوٹی چھوٹی باتوں میں کتنی حکمت کی نہریں جاری فرما دیں۔ سمندر بند کر دیئے ان کوزوں میں۔ لیکن اگر غور کریں اور تلاش کریں تو ان میں موتی ملیں گے۔ اگر غور نہ کریں اور بغیر تلاش۔ بغیر فکر کے گزر جائیں تو ان میں اژدھا بھی ہیں۔ لوگوں کے لیے ٹھوکروں کے سامان بھی ہیں۔ فیض نہ پانے والوں کے لیے خطرات بھی ہیں۔ تو کیوں خطرات کو لوگ اپنے لیے لیتے ہیں اور کیوں اُن موتیوں کی تلاش نہیں کرتے جن کے نتیجہ میں اُن کی زندگی کی ساری قدریں۔ ساری قیمتیں وابستہ ہیں۔

اس پہلو سے مَیں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ اپنے اس مقام کو پہچانیں۔ آپ نے آئندہ نسلوں کی تربیت کرنی ہے۔ آپ کو خدا نے رحمت عطا فرمائی ہے۔ اس میں آپ کے ذاتی خلق کا کوئی دخل نہیں۔ نفس کی کوئی کمائی شامل نہیں ہے۔ کوئی کمال نہیں ہے آپ کی یا آپ کے ماں باپ کی تربیت کا۔ فطرت میں ایک ودیعت کی ہوئی رحمت ہے جو رحمت کے طور پر ہی آپ کو ملی ہے نہ اس کے بدلے میں آپ نے کچھ ادا کیا نہ اس کے لیے کچھ محنت کی۔ نہ کوئی توجہ کی۔ از خود خدا کی طرف سے ایک تحفہ ہے محبت کا۔ اور وہ تحفہ کیوں ہے؟ اس لیے کہ اللہ کے بندوں کی آپ تربیت کریں۔ اس لیے ہے کہ آپ آئندہ نسلوں کو سنوار جائیں۔ اس لیے وہ رحمت آپ کو عطا ہوئی ہے کہ اُس کے نتیجہ میں خدا سے دُور ہٹنے والے بندے پھر اُس خدا کو بھی پہچانیں جو آپ کی رحمت کا حق ادا کریں وہ اپنے رحمان خدا کی رحمت کا بھی حق ادا کریں اگر آپ اس مقصد کو بھلا دیں اور صرف اپنے حق پر راضی ہو جائیں۔ اگر آپ صرف یہی کافی سمجھیں کہ آپ کے بچے آپ سے پیار کرتے ہیں اور آپ اُن سے پیار کرتی ہیں تو آپ اُس اعلیٰ مقصد کو بھلا دینے والی ہوں گی۔ ایسے بچوں کے لیے ماں رحمت کی بجائے ہلاکت بن جائے گی۔ غلط خدا پیش کرے گی اُس بچے کے سامنے۔ رحمانیت کے ساتھ آپ کا تعلق تو رحمان خدا کی طرف طبیعتوں کو متوجہ کرنے کی خاطر تھا اس لیے تھا کہ ذہنوں کے رُخ اپنے خدا کی طرف پلٹ جائیں۔ اس لیے تو نہیں تھا کہ مائیں خدا بن جائیں وہی معبودانِ باطلہ کی جگہ لے لیں اور بچے ماؤں سے راضی ہو کر بیٹھ جائیں اور مائیں بچوں سے راضی ہو کر بیٹھ جائیں اور اس بات کی قطعاً پرواہ نہ رہے کہ بچوں کا رُخ کس طرف ہے اور کس قسم کی حرکتیں کر رہے ہیں اور کس قسم کے اطوار اختیار کر رہے ہیں اور کس قسم کی نہج پر چل کر وہ اپنی زندگی کو ڈھال رہے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مجازی خدا کو حقیقت کی جگہ دے دی گئی اور یہی شرک ہے۔ اس لیے جب مَیں یہ کہتا ہوں کہ

اپنے مقام کو پہچانیں

تو یہ مقام ایک طرف عظمت کا مقام ہے دوسری طرف عجز کا مقام ہے ایک طرف انسانوں میں سب سے زیادہ رحمان خدا کے قریب ماں نظر آرہی ہے۔ دوسری طرف جب وہ اس کا حق ادا نہ کرے تو رحمان خدا سے سب سے دُور ماں نظر آتی ہے۔ تربیت کے لحاظ سے سب سے زیادہ ہتھیار دیئے گئے تھے عورت کو۔ سب سے زیادہ قوتیں عطا کی گئی تھیں سب سے زیادہ زادِ راہ ملا تھا قوموں کی تربیت کے لیے۔ اور اس کے غلط استعمال کے نتیجہ میں جب قومیں برباد ہوتی ہیں۔ جب اولادیں خدا سے دُور ہٹتی ہوئی بڑی ہو رہی ہوتی ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور اُن کی آنکھوں میں نہ خدا کے لیے کوئی پیار ہوتا ہے نہ اس کے لیے کوئی محبت پائی جاتی ہے اور نہ اس کے لیے حیا ہوتی ہے۔ نہ اس کا ادب ہوتا ہے۔ نہ اس کی غیرت ہوتی ہے۔ تو اس کا یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ خود رحمان بن گئیں اور اصل مقصد کو بھلا کر خدا اور بندوں کے درمیان حائل ہو گئیں بجائے اس کے کہ رحمانیت کا جو دروازہ کھولا گیا تھا اس سے وہ اللہ کی ذات میں داخل کریں مخلوق کو۔ یہ وہ خطرے کا مقام ہے جس کی طرف میں آج آپکو توجہ دلانا چاہتا ہوں

اس لئے مربی بننے سے پہلے خود اپنی تربیت کریں۔ غور کریں کہ آپ کی قدریں بدل تو نہیں گئیں۔ آپ کے مذاق بگڑ تو نہیں گئے۔ کیونکہ تربیت کا قدروں اور مذاق کے ساتھ ایک گہرا تعلق ہے جب تک مذاق درست رہے (مذاق سے مراد مزاح یعنی ہنسی کھیل نہیں ہے اس کو انگریزی میں TASTE کہتے ہیں۔ اردو میں اس کا دوسرا لفظ ذوق ہے۔ مذاق سے میری یہی مراد ہے) اپنے ذوق درست کریں۔ اگر قوموں کے ذوق بگڑ جائیں تو غلط جگہوں پر وہ قومیں منہ مارتی ہیں اور غلط چیزوں پر راضی ہو جایا کرتی ہیں۔ اس لئے تربیت کا پہلا اصول یہ ہے کہ اپنے ذوق کو درست کیا جائے اور

ادنیٰ چیزوں پر راضی نہ ہوں

بلکہ اعلیٰ چیزوں کے لئے دل میں ایک لذت پیدا کریں اور لذت پانے کی طاقت پیدا کریں۔ یہ وہ بنیادی چیز ہے جس کے نتیجہ میں انسان کو اللہ تعالیٰ تربیت کا اہل بنا دیا کرتا ہے۔ یہ تو نہیں تھا کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذوق تھے ہی نہیں۔ دنیا کی لذتوں کو سمجھتے ہی نہیں تھے اس لئے وہ خدا کی طرف مائل ہوئے تھے ہرگز ایسی بات نہیں تھی۔ انبیاء کے ذوق زیادہ لطیف ہوا کرتے ہیں اُن کی حسیں زیادہ تیز ہوتی ہیں۔ عام انسانوں کی نسبت وہ خدا کی نعمتوں کی زیادہ قدر کر سکتے ہیں۔ ایک عام انسان جو کھانا کھاتا ہے جتنی لذت وہ محسوس کرتا ہے خدا کے بندوں کا ذوق اتنا تیز اور اتنا لطیف ہوتا ہے کہ اس کے مقابل پر وہ بہت زیادہ محسوس کرتے ہیں اس کے باوجود وہ ان لذتوں کو ترک کرتے ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں" یہ ہے وہ مضمون جو ساری حقیقت کی کنجی ہے جوں جوں لذتوں کا ذوق بگڑتا جاتا ہے خدا سے لذتیں ہٹ کر دنیا کی طرف مائل ہونے لگتی ہیں ادنیٰ چیزوں میں زیادہ مزہ آنے لگ جاتا ہے اور اعلیٰ چیزوں میں کم مزہ آنے لگ جاتا ہے اور جب تک یہ TASTE بگڑتا رہتا ہے۔ یہ مذاق انحطاط پذیر رہتا ہے۔ تب تک قومیں خدا سے دور ہٹنے لگتی ہیں۔ بعض دفعہ CONSCIOUSLY یعنی بالارادہ اور بعض دفعہ اُن کو محسوس بھی نہیں ہوتا کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ عملی زندگی میں اس کی بے شمار مثالیں پائی جاتی ہیں اور ہر روز کی زندگی میں آپ میں سے ہر ایک اس کو دیکھتا ہے لیکن اللہ بہتر جانتا ہے کہ کتنے ہیں جو محسوس بھی کرتے ہیں

ایک دفعہ کا ذکر ہے

میں شیخوپورہ کے ایک گاؤں میں گیا۔ وہاں جلسہ تھا۔ واپسی پر ایک چمار خانے کے پاس سے ہمارے قافلے کا گزر ہوا۔ وہاں میں نے دیکھا کہ بڑے بڑے موٹے مسٹنڈے کتے اتنے مزے سے بیٹھے ہوئے ہیں کہ یوں لگتا ہے کہ جس طرح ساری دنیا کی بادشاہتیں اور نعمتیں اُن کو مل گئی ہیں وہ اس علاقے پر راج کر رہے تھے اور ہماری موٹر ان کو اتنی اجنبی لگی کہ بڑی نفرت اور حقارت سے بھونک رہے تھے کہ تم لوگوں کا حق کیا ہے ہماری راجدھانی میں آنے کا۔ ہم تو موجیں کر رہے ہیں۔ اور موجیں کیا تھیں ایسے مُردار پر منہ مار رہے تھے جس کے پاس سے گزرتے ہوئے بھی انسان کی طبیعت متلا جاتی ہے۔ بدبو سے بُرا حال تھا۔ ہم نے موٹر کے شیشے چڑھا لئے۔ وہ جگہ ناقابلِ برداشت تھی۔ لیکن جن کے ذوق بگڑے ہوئے تھے وہ اسی میں اتنی لذت محسوس کر رہے تھے کہ ان کے چہروں کی تسکین دیکھ کر حیرت ہوتی تھی۔ اُن کو دیکھا تو پہلے تو مجھے ہنسی آئی اور پھر طبیعت غم کی طرف مائل ہو گئی میں نے سوچا کہ تم ان کتوں پر کیوں ہنستے ہو۔ اپنا حال دیکھو۔ تمہاری بھی تو لذتیں بگڑی ہوئی ہیں۔ تم بھی تو خدا کے لئے اُس طرح لذت محسوس نہیں کر سکتے جس طرح انبیاءؑ نے محسوس کی۔ جس طرح خدا کے مقربین نے کی اور ادنیٰ چیزوں پر راضی ہو رہے ہو اور عجیب حالت ہے مجھے خیال آیا کہ کس طرح انسان اپنے سے ادنیٰ پر ہنستا چلا جاتا ہے اور اعلیٰ کی طرف توجہ نہیں کرتا اور اس طرح قومیں ایک غفلت کی حالت میں زندگی گزارتے ہوئے نسلاً بعد نسلٍ تباہ ہوتی چلی جاتی ہیں۔

پس ذوق کے بگڑنے سے ایک بگڑی ہوئی چیز مزہ دینے لگ جاتی ہے اور یہ حقیقت ہے کہ انسان لذت کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ لذت کی تلاش تو عورت نے بہرحال کرنی ہے اگر خدا کی محبت اُسے نصیب نہیں ہو گی۔ اگر ذکرِ الٰہی میں وہ تسکین نہیں پائے گی تو پھر وہ دنیا کے فیشنوں کے پیچھے بھاگے گی۔ وہ سوچے گی کہ میں اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے یہ حرکتیں کروں اور وہ حرکتیں کروں اور اُسے چین نہیں آئے گا وہ قدم پر قدم بڑھاتی چلی جائے گی یہاں تک کہ ساری قوم کو، جو بچے اُس کے پیچھے لگ رہے ہیں اُن کو ہلاکت کی طرف لے جائے گی تو میں آپ سے یہ نہیں کہتا کہ لذتوں کی تلاش چھوڑ دیں۔

لذتوں کی تلاش

تو فطرتِ انسانی میں ودیعت کی گئی ہے کوئی انسان لذت کے بغیر زندہ رہ نہیں سکتا۔ ہاں لذتوں کے معیار درست کیجئے اور جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک چھوٹے سے فقرہ میں ایک عظیم الشان صداقت بیان فرما دی:

"ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں"

اپنی لذات کو اپنے رب سے وابستہ کر لیجئے۔ پھر جماعت کے منتظمین کو، لجنہ اماء اللہ کی کارکنات کو اور دوسروں کو آپ کو زبردستی کھینچ کر نہیں لانا پڑے گا۔ آپ کا دل کشاں کشاں چلا آئے گا اُن قدروں کی طرف جن میں آپ لذت محسوس کرتی ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ

نیکی میں بھی لذتیں ہیں

بدی میں بھی لذتیں ہیں یہ گمان دل سے نکال دیجئے کہ نیکی میں لذتیں نہیں ہیں نیکی کی لذتوں سے جو آشنا نہ ہے وہ محروم رہ جاتا ہے اور چونکہ نیکی کی لذتوں سے آشنا نہیں رہتا اسلئے مجبوراً وہ بدی کی لذتوں کو تلاش کرتا ہے اور ایسے تلاش کرنے والوں کو پھر دُنیا کی کوئی تنظیمیں روک نہیں سکتیں۔ کیونکہ فطرت کی آواز کے خلاف کسی کا رُخ نہیں بدلا جا سکتا۔ اس لئے میں یہ نہیں کہتا کہ اپنے دلوں کو لذتوں سے خالی کریں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ بہتر لذتوں سے بھریں تاکہ ادنیٰ لذتیں ان دلوں کو چھوڑتی چلی جائیں۔ یہی وہ اصول ہے جسے قرآن کریم نے بارہا بڑے ہی حکیمانہ انداز میں بیان فرمایا۔ سارے قرآن کریم میں کہیں یہ ذکر نہیں ملتا کہ بدی کو دُور کر دو۔ یہ فرماتا ہے:

اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ السَّیِّئَةَ (المومنون آیت ۹۷)

کہ احسن چیز پیدا کر کے بدی کو باہر دھکیل دو۔ یعنی قدروں سے خالی رہنے کی تلقین قرآن کریم نے نہیں فرمائی۔ کتنا حکیمانہ کلام ہے۔ دُنیا کی کوئی کتاب اس کی حکمت کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اس کے پاسنگ بھی نہیں پہنچ سکتی۔ اللہ تعالیٰ کی فطرت پر اتنی گہری نظر ہے اور قرآن کریم میں اس کی وہ نظر اس طرح روشن ہو کر سامنے آتی ہے کہ اس نظر پر نظر ڈالنے سے دل نُور سے بھر جاتا ہے یعنی قرآن کریم میں مختلف رنگ میں اس مضمون کو بیان فرمایا لیکن کسی ایک جگہ بھی یہ نہیں فرمایا کہ خالی بدی کو دور کر دو اور نہ بدی کا ذکر پہلے فرمایا ہے۔ بلا استثنیٰ ہمیشہ حُسن کا ذکر پہلے کیا ہے اور پھر بدی کا ذکر کیا ہے۔ ایک وہ موقع جہاں بدی کا ذکر پہلے کیا ہے وہاں مومنوں کی بات نہیں کرتا بلکہ غیروں کی بات کرتا ہے جو بدی کو اختیار کرتے ہیں حُسن کے بدلے۔ SCIENTIFIC PHENOMENA ایک ہی ہے فطرت کی آواز وہی ہے جب اللہ تعالیٰ

مومن کی نسبت بات

کرتا ہے تو فرماتا ہے اُس کا رُخ اس طرف ہوتا ہے کہ وہ پہلے حُسن کو اختیار کرتا ہے اور حُسن کو اختیار کرنے کے نتیجہ میں بدی کو باہر دھکیل دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ یہی تم کرو۔ خالی بدی کو چھوڑنا تمہارے بس کی بات نہیں ہے جب تک بہتر قدر نہ ملے تم کس طرح بدی سے باز رہ سکتے ہو۔

اس کی ایک مثال تذکرۃ الاولیاء میں ملتی ہے مسلمانوں کی ساری زندگی میں اَن گنت مثالیں ہیں۔ لیکن بیان کرنے کے لئے

ایک بہت پیاری مثال

تذکرۃ الاولیاء میں ملتی ہے ایک موقع پر ایک صاحب گزر رہے تھے۔ پاس ہی مسجد تھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور جس طرح بعض دفعہ مسجد کی چھوٹی چھوٹی دیواریں ہوتی ہیں جس سے صحن میں نظر پڑ رہی ہوتی ہے۔ اس کی اچانک مسجد میں نظر جو پڑی تو اس نے دیکھا کہ ایک لڑکا ایک جوتی میں کانٹا کھڑا کر رہا ہے اور وہ کانٹے کو بڑے سلیقے سے ٹکا رہا تھا اور وہ کھڑے ہو کر دیکھتا رہا یہ کیا کرتا ہے۔ جب اُس نے جوتی میں کانٹا لگا لیا۔ اندر ایک ایک ہی تو نمازی تھا۔ ایک ہی جوتی پڑی تھی۔ تو بے خوف ہو کر کہ مجھے کوئی نہیں دیکھ رہا اُس نے کانٹا سجایا اور بھاگ کر غسل خانے میں چھپ کر پھر وہ جھانکنے لگا کہ اب دیکھیں کیا ہوتا ہے۔ اس کی نظر پڑی۔ صاحب فہم تھا۔ اُن حکمتوں کو جانتا تھا۔ جو قرآن نے بیان فرمائی ہیں۔ اس نے جا کر اُس کو منع نہیں کیا۔ اس نے اس بچے سے جا کر یہ کہا کہ میں نے ایک نظارہ دیکھا ہے۔ تم نے اس طرح کانٹا لگایا اور انتظار کر رہے ہو۔ میں تمہاری بات سمجھ گیا ہوں تمہارے دل میں ایک زندگی ہے۔ ایک ترنگ ہے ولولہ ہے اور تم چاہتے ہو کہ EXCITE ہو تم چاہتے ہو کہ مجھے بہت مزہ آئے۔ یہ نمازی جب واپس آئیگا اپنا پاؤں جوتی میں ڈالے گا کانٹا چبھے گا تو ایک دم چھلانگ لگائے گا چیخیں مارے گا اور سی سی کرے گا اور تم ہنستے ہوئے بھاگ جاؤ گے۔ یہی بات ہے نا۔ تو میں تمہیں ایک اور لذت کا طریق بھی بتاتا ہوں تم چاہو تو اس کو اختیار کر لو۔ میں تمہیں یہ پیسے دیتا ہوں تم کانٹا نکال لو اور جوتی میں پیسے رکھ دو۔ کیا پتہ کہ وہ غریب جو اس وقت نماز کے وقت کے علاوہ اندر گیا ہے۔ اور جس کی جوتی اس کی فلاکت کا حال بتا رہی ہے۔ پھٹی پرانی غریبانہ جوتی ہے ہو سکتا ہے وہ اندر دعا کرنے گیا ہو۔ ہو سکتا ہے وہ بھوکا ہو۔ تو تم یہ دو آنے جوتی کے اندر رکھ دو یا جو بھی پیسے تھے اُس زمانہ کے۔ اور پھر انتظار کرو اور دیکھو کہ کیا ہوتا ہے خدا نے اُس بچے کا دل بدلنا تھا اس نے وہ بات تسلیم کر لی اور چھپ کر دیکھنے لگا۔ کچھ دیر کے بعد وہ شخص نماز پڑھ کر واپس آیا۔ جوتی میں پاؤں ڈالا تو اس کو کچھ عجیب سی بات لگی۔ دیکھا تو اس میں پیسے پڑے ہوئے تھے خدا کی رحمت کے وارے ہونے لگا۔ قربان جانے لگا۔ اور اونچی اونچی خدا کے حمد کے گیت گانے لگا کہ اے میرے ربّ! میں نے تو تجھ سے جا کر یہی کہا تھا نا! کہ میں دُنیا میں کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلا سکتا۔ تو مجھے اس سے بچا لے۔ تو میرا بھرم رکھ لے۔ میری شرم رکھ لے میرے آقا۔ میں بھوکا ہوں تو میرے لئے انتظام کر۔ اے خدا تو نے ابھی ایک منٹ بھی نہیں گزارا تھا کہ

میری جوتیوں کے طفیل

میرے رزق کا انتظام فرما دیا۔ کیا تیری شانِ رحمت ہے۔ کیا تیری شانِ استغناء ہے۔ تو مستغنی بھی ہے اپنے بندوں سے اور بے انتہا رحم کرنے والا بھی ہے وہ جھکتا ہے تیری طرف تو اُس کی طرف جھکتا ہے رحمت کے ساتھ

یہ نظارہ اُس بچہ نے دیکھا

تو وہ بہت رویا لیکن وہ خوشی کے آنسو تھے۔ وہ لذت کے آنسو تھے۔ ایسی لذت اُس نے پائی کہ ساری زندگی کے لئے اس لذت کا چسکا اس کو پڑ گیا۔ تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ اس بچہ کا تاریخ اسلام میں عظیم ترین اولیاء اللہ میں شمار ہوتا ہے جس کے ساتھ یہ واقعہ گزرا تھا۔ اِس کو کہتے ہیں:

اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ السَّیِّئَةَ

کہ خالی برائی کو دُور کرنے کا تقاضا خدا تم سے نہیں کرتا کیونکہ وہ تمہاری فطرت کو جانتا ہے تم لذتوں سے ناآشنا زندگی نہیں بسر کر سکتے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ بہتر چیزیں اختیار کر لو۔ یہ تمہیں آسان طریق اور رستہ بتا رہا ہے نعمتوں کو پانے کا اور نیکیوں کو اختیار کرنے کا۔ ان میں بھی تم لذتیں پاؤ گے اور اتنی

شدید اور غالب آنیوالی لذتیں

پاؤ گے کہ دنیا کی لذتیں حقیر ہو ہو کر تمہارے دلوں سے اور تمہارے دماغوں سے نکلتی چلی جائیں گی وہ تمہارے خون سے اور تمہارے پور پور کو چھوڑ دیں گے جس طرح اعلیٰ آدمی جب آتے ہیں تو نسبتاً ادنیٰ جو قریب بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں وہ ان کو دھکیل کر زیادہ قرب میں آ کر بیٹھ جاتے ہیں اور نسبتاً دنیا کی نظر میں جو گھٹیا لوگ یا کم درجہ کے لوگ ہوں وہ قرب کے مقام سے ہٹتے چلے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ بعض دفعہ پھر اُن کو جوتیوں میں بھی جگہ نہیں ملتی اور وہاں سے بھی وہ باہر چلے جاتے ہیں۔

پس یہ PHENOMENA ہے یہ وہ غیر مبدّل فطری قانون ہے جس کو خدا تعالیٰ پیش فرماتا ہے اور تربیت کے لئے اس سے پیارا اصول سوچا بھی نہیں جا سکتا۔ فرماتا ہے۔ تمہارے دلوں کا پیمانہ تو محدود ہی ہے۔ لامتناہی لذتوں کی طاقت دنیا میں کسی انسان کو نہیں اس لئے ہم تمہیں یہ گُر بتاتے ہیں کہ

اچھی چیزوں سے لذت آشنائی

کرنا شروع کر دو جب تم سیکھتے چلے جاؤ گے تو رفتہ رفتہ بُری چیزیں جو تمہیں میں نکلتی چلی جائیں گی یہاں تک کہ تمہاری فطرت کی دہلیز پر بھی اُن کو کوئی جگہ نہیں ملے گی۔ یہ ہے پیغام۔

اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ السَّیِّئَةَ

میں جسے مختلف رنگ میں خدا تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔ پس

احمدی عورت نے اگر زندہ رہنا ہے

اور احمدیت کو زندہ رکھنا ہے اگر اُس نے رحمان خدا کے ساتھ اپنے تعلق کا حق ادا کرنا ہے تو اُسے لازماً اس فطرت کے راز کو سمجھنا پڑے گا اور اس کو سمجھے بغیر اس کا اس دنیا میں گزارا نہیں ہوگا۔ دُنیا کی کششیں۔ دنیا کی لذتیں۔ مادہ پرستی کا دور اُسے لازماً اپنی طرف کھینچ لے گا۔ اگر اس نے اپنے ذوق کو درست نہ کیا اور اپنے ربّ کی طرف مائل نہ ہوئی اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مسئلہ کو حل فرمایا سب سے آسان طریقہ اللہ کا پیار ہے اس سے زیادہ آسان طریقہ ہے کوئی نہیں۔ اور سب سے زیادہ عورت قریب ہے اس پیار کے۔ مرد کے مقابل پر بھی۔ یعنی سفر کے آغاز میں عورت کو ADVANTAGE حاصل ہے کیونکہ اس کی طبیعت میں نرمی پائی جاتی ہے اس کی طبیعت میں نسبتاً زیادہ پیار پایا جاتا ہے

اسکی طبیعت میں محبت کا مادہ زیادہ پایا جاتا ہے

ساری دنیا میں صنف نازک کہتے ہیں یا اور رنگوں میں یاد کرتے ہیں ہر عورت کو جو نام دیا گیا اس میں اس طرف اشارہ موجود ہے کہ لطیف جذبات کے لحاظ سے مردوں کے مقابلہ پر فوقیت رکھتی ہے پس جس کو یہ فوقیت حاصل ہو اور اپنے ربّ کے ساتھ لطیف جذبات کا تعلق قائم نہ کرے اس سے بڑی محروم پھر اور کون سی ذات ہوگی۔

خدا سے تعلق قائم کرنا

کوئی مشکل کام نہیں ہے اتنا آسان ہے کہ حیرت ہوتی ہے کہ اتنی آسان چیز کو کس طرح دنیا چھوڑ سکتی ہے روزمرہ صبح شام دن رات ہر لمحہ اللہ کی رحمت کا کوئی نہ کوئی جلوہ آپ پر ظاہر ہو رہا ہے۔ صرف احساس کو بیدار کرنے کی ضرورت ہے۔ صرف یہ محسوس کرنے کی ضرورت ہے کہ جو کچھ ہو رہا ہے ہمارے ساتھ اس ساری کائنات میں ہر وقت رحمان خدا ہم پر جلوہ گر ہو رہا ہے یہ احساس جوں جوں بیدار ہوتا چلا جائے گا۔ دل حمد سے بھرتا چلا جائے گا۔ دل ذکرِ الٰہی سے بھرتا چلا جائے گا۔ اور اسی طرح حسن سے یہی وہ حسن ہے جو لازماً بدی کو دھکیل کر باہر پھینک دیتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ؎

آگ ہے پر آگ سے وہ سب بچائے جائیں گے
جو کہ رکھتے ہیں خدائے ذوالعجائب سے پیار

اب دیکھئے کوئی مشکل نصیحت نہیں بیان فرمائی۔ کوئی لمبا چوڑا جھگڑا ریاضت کا نہیں بتایا۔ کتنی آسان۔ کتنی پیاری۔ کتنی سادہ سی بات بیان فرما دی کہ دنیا میں ہر طرف آگ ہے اور ہلاکت ہے اور میں اس آگ کو دیکھ رہا ہوں وہ تمہارے قریب آ رہی ہے۔ یہ جو پیشگوئیاں ہیں ہلاکت کی اُن کے ذکر میں آپ کا یہ شعر ہے۔ کہتے ہیں میں تمہیں کوئی لمبا اور مشکل طریق نہیں بتاتا جس سے تم اس آگ سے بچو۔ بہت آسان طریق ہے اور بہت پیارا طریق ہے جس دل میں اللہ کا پیار آ جائے اس کو

آگ چھو نہیں سکتی

چکھ نہیں سکتی۔ کیونکہ خدا کے پیار کو دنیا کی کون سی آگ جلا سکتی ہے۔ اس لئے اللہ تمہاری حفاظت کرے گا۔ اگر اپنے دل میں ربّ کا پیار پیدا کر لو گے۔ دین آسان ہے اور دین کو آسانی سے اختیار کرنے کے رستے بھی خوب کھلے ہوئے ہیں اس لئے آسان رستوں سے دین میں داخل ہوں۔ اور سب سے آسان رستہ قلبی واردات کا رستہ ہے۔

سب سے زیادہ پیار کا رستہ۔ سب سے زیادہ محبت کا رستہ۔ سب سے زیادہ لذتوں کا رستہ، قلبی واردات کا رستہ ہے۔ اس رستے سے جب آپ اپنے ربّ کے ساتھ تعلق جوڑیں گی تو رفتہ رفتہ دنیا کی محبت از خود ٹھنڈی ہوتی چلی جائیگی اور بے معنی ہوتی چلی جائے گی اور بے حقیقت ہوتی چلی جائے گی۔ وہ کتے جو میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نے (شیخوپورہ کے ایک گاؤں میں) دیکھے تھے اگر اچانک ان کی کایا پلٹ جاتی اور وہ اپنے آپ کو انسان سمجھنے لگتے یا انسان کا ذوق ان کو عطا ہو جاتا تو وہ کیسی کیسی اٹھیاں نہ کرتے۔ کس نفرت کے ساتھ وہ وہاں سے نہ بھاگتے۔ حیران ہوتے کہ ہمیں ہوا کیا تھا۔ ہم پاگل کیوں ہو گئے تھے۔ اس گندگی کو منہ مار رہے تھے اور اس گندگی پر راضی تھے۔ احساس کے بدلنے سے یہ واقعہ ہو سکتا تھا۔ انسان کی زندگی میں بھی مختلف اوقات آتے ہیں۔ اس کی کلبی حالت بھی ہے جس میں وہ

کتوں کی طرح زندگی

بسر کر رہا ہوتا ہے۔ اس کی ایسی حالت بھی آتی ہے جس میں وہ بندروں کی طرح زندگی بسر کر رہا ہوتا ہے۔ نقالی کر رہا ہے۔ اسے کچھ پتہ ہی نہیں۔ میں کیوں نقالی کر رہا ہوں۔ یہ جو فیشن پرستیاں ہیں اس کی روح وہی ہے جو بندر کی روح ہے کہ دیکھا کہ کسی نے ایسا کیا اور ویسا کرنے لگ گئے۔ کیوں۔ کس لئے۔ کتنا مفید ہے۔ کتنا نقصان دہ ہے۔ وہ چیز ہمیں حقیقی لذت دے بھی سکتی ہے یا نہیں۔ اس سے ناآشنا بالکل ناواقف اور نابلد۔ محض دیکھنے پر نقالی کرنے کا نام بندر بننا ہے۔ پھر گندگی پر راضی ہو جانا اور بجائے تعمیری کارروائیوں کے تخریبی کارروائیوں پر خوش ہو جانا اس کو خدا تعالیٰ

سؤر کی مثال

دے کر بیان فرماتا ہے۔ سؤر بہت ہی گندا جانور ہے اپنی خصلتوں کے لحاظ سے۔ اور اس سے زیادہ اجاڑنے والا جانور کوئی نہیں۔ سب جانور کچھ کھاتے ہیں۔ کچھ پھینکتے ہیں۔ کچھ لے لیتے ہیں۔ کچھ ضائع کر دیتے ہیں۔ لیکن سؤر سے زیادہ ضائع کرنے والا اور کوئی جانور نہیں۔ زمیندار بعض دفعہ کھیتوں میں ہل چلا کر بیج ڈالتا ہے تو اس کے پیچھے پیچھے یہ تخریبی ہل چلا دیتا ہے۔ میں نے خود دیکھا احمد نگر کے پاس ہماری زمین تھی۔ ایک دن میں کاشت کروا کر سہاگہ چلوا کر بڑے اطمینان سے گھر گیا دوسرے دن آیا تو وہاں ایک اور ہل چلا ہوا تھا۔ میں نے اپنے منشی کو بلایا۔ میں نے کہا تم پاگل ہو گئے ہو۔ کل ہم نے گندم کاشت کی ہے وقت تھوڑا رہ گیا ہے۔ تم نے ہل چلا دیا ہے۔ اس نے کہا جی میں نے کہاں ہل چلایا ہے۔ یہ سؤر ہل چلا گئے ہیں۔ پاس ہی کسی کے گنوں کا کھیت تھا اس میں سے گنے کھائے اور ضرورت ہی کوئی نہیں تھی وہاں لیکن تخریبی کارروائی کی عادت ہے تو ہل چلا کر وہ بنا بنایا کھیت اجاڑ گئے۔

پس قرآن کریم نے یہ دو مثالیں بھی دی ہیں اور کتے کی مثال بھی دی ہے ایسا شخص جو خدا سے تعلق جوڑنے کے باوجود پھر دنیا کی طرف جھک جائے اور اعلیٰ لذتوں کو دنیا کی لذتوں پر قربان کر دے۔ اس کی مثال دیتے ہوئے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کی مثال کتے کی سی ہے جس کو بلعم باعور کہا جاتا ہے۔ نام تو اس کا نہیں آیا لیکن اس کا ذکر ان آیات میں ملتا ہے جہاں کلب کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ۔ (الاعراف آیت ۱۷۷)

کہ اس کتے کو بھی اگر ہم چاہتے تو بڑی رفعتیں دے سکتے تھے۔ اسے دوبارہ انسان بنا سکتے تھے۔ اسے باخدا انسان بنا سکتے تھے

وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ

وہ بدبخت زمین کی طرف جھک گیا۔ زمینی لذتوں کو اس نے اپنا لیا اور اسی پر راضی ہو گیا۔ ہم اس سے تعلق توڑ بیٹھے تھے کہ جاؤ اگر تمہارے مقدر میں یہی ہے تو تم اسی پر راضی رہو۔ دوسری جگہ فرماتا ہے بعض قوموں کی حالت بیان کر کے فرماتا ہے کہ ان قوموں پر ایسے حالات آئے کہ انسان تو کہلاتے تھے لیکن وہ بندروں کے مشابہ ہو گئے انسان تو کہلاتے تھے لیکن سؤروں کے مشابہ ہو گئے تو ہم نے پھر فیصلہ دیا اور پھر کہا جاؤ

كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕيْنَ (الاعراف آیت ۱۶۷)

بندر ہی بن جاؤ یعنی اب میں تمہارے ساتھ انسانوں والا معاملہ نہیں کروں گا۔ تم نے میرے معاملہ میں وہ طریق اختیار کر لیا جو بندروں کا طریق ہے۔ اب تقدیر الٰہی بھی تم سے بندروں والا سلوک کرے گی۔ یہ ہے وہ مضمون جسے قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے۔

پس جیسے میں یہ کہتا ہوں کہ انسان کتا بھی ہو جاتا ہے۔ انسان بندر بھی ہو جاتا ہے۔ انسان سؤر بھی ہو جاتا ہے۔ سؤر کا بھی بڑی وضاحت کے ساتھ ذکر آیا ہے کہ پھر ہم نے ان کو بندروں اور سؤروں میں تبدیل کر دیا (المائدہ آیت ۶۱) تو اپنی طرف سے تو نہیں کہتا۔

انسان کے لئے مختلف نام

رکھنے کا میرا تو کوئی حق نہیں۔ مگر وہ جو خالق ہے جس نے پیدا کیا۔ جو فطرت کے رازوں سے واقف ہے وہ سب سے زیادہ حق رکھتا ہے مہریں لگانے کا کہ کس انسان کی اس وقت کیا حالت ہے وہ انسانیت کے زیادہ قریب ہے یا فرشتوں سے زیادہ قریب ہے یا الوہیت کے زیادہ قریب ہے۔

پس یہ دو طریق۔ دو راستے اور دو انتہائیں ہیں۔ انسان آزاد ہے وہ چاہے تو یہ اختیار کرے چاہے تو وہ اختیار کرے۔ اگر وہ نقالی کی زندگی پسند کرتا ہے تو اس کی زندگی میں ایک ایسا وقت آئے گا جب خدا کی تقدیر اسے بندر کہہ رہی ہو گی اور دنیا کی بگڑی ہوئی نظریں اسے انسان سمجھ رہی ہوں گی۔ لیکن خدا کی تقدیر کا فیصلہ لازماً غالب آئے گا اور وہی سچا ہو گا۔ اگر اس نے تخریب میں لذت ڈھونڈنی شروع کی اور اس رستے سے باز نہ آیا تو لازماً اس کی زندگی میں خواہ وہ فرد ہو یا قوم ہو ایسا وقت آئے گا جبکہ اس پر خدا کی مہر لگ رہی ہو گی کہ تو میری نظر میں میری تقدیر کی نگاہ میں سؤر ہے انسان نہیں ہے۔ اس کے برعکس ایک اور رستہ ہے اور وہ خدا میں لذتیں پانے کا رستہ ہے۔

اللہ کی طرف بڑھنے کا رستہ

اس سے پیار کا رستہ۔ اس سے عشق کا رستہ۔ اس سے راضی ہو جانے کا رستہ۔ اس کی رضا کی چادر اوڑھ لینے کا رستہ اور اس پر مگن ہو جانے کا رستہ۔ وہ بندروں اور سؤروں اور کتوں کی زندگی سے آپ کے خیال میں کم مزے کا رستہ ہے؟ ایسی لذتیں ہیں اس راہ میں کہ عام انسان اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جو اس راہ میں سب کچھ کھویا تھا تو کچھ پایا تھا تو کھویا تھا ورنہ خالی کھونے والا تو پاگل ہوا کرتا ہے۔ جو اس کے بدلے کچھ نہ لے وہ تو احمق ہوتا ہے بیوقوف ہوتا ہے اور حکمت کا سب سے بڑا شہزادہ جو دنیا میں ظاہر ہوا وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔ پس آپؐ نے ادنےٰ کو قربان کیا اعلیٰ کی خاطر۔ اور خود کیا ہو گئے۔ دیکھئے ایک طرف انسان بندروں میں منتقل ہو رہا ہے۔ ادنےٰ جانوروں میں تبدیل ہو رہا ہے۔ دوسری طرف حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم اس رستہ کو اختیار کر کے کیا بن گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى

(الانفال آیت ۱۸)

اے میرے بندے تو وہ ہو چکا ہے کہ جب تو نے تیر چلایا تو تو نے وہ تیر نہیں چلایا خدا نے تیر چلایا۔ تو نے اپنے وجود کو کامل طور پر اپنے رب میں کھو دیا ہے۔ تیری ہر حرکت اور ہر سکون خدا کی حرکت اور خدا کے سکون میں تبدیل ہو چکا ہے۔ یہی وہ مضمون ہے جو نسبتاً صرف حضور اکرمؐ کے متعلق نہیں۔ دوسرے مومنین کے متعلق بھی اسی آیت سے پہلے بیان ہوا ہے کہ مومنین نے بھی جو جنگ بدر کے موقع پر کارروائی فرمائی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ مومنین کی نہیں تھی وہ خدا کی تھی۔ یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل ایک باخدا انسان نہیں بنا بہت سے باخدا انسان بن گئے۔ ایسے باخدا اور اتنے باخدا کہ مجازی طور پر ان پر خدا کا لفظ بولا گیا۔ اس کے بعد اسی قسم کے کچھ اور لوگ بھی پیدا ہوئے جن پر خدا کا لفظ تو نہیں بولا گیا۔ لیکن خدا کی رضا کے اتنے قریب ہوئے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں:۔

رُبَّ اَشْعَثَ اَغْبَرَ ... لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ (الجامع الصغیر جلد اول ص۵۹۳)

کہ دیکھو!

خدا کے ایسے بندے

بھی ہیں۔ خاک آلود اور پریشان بالوں والے کوئی فیشن نہیں تزدری اعینکم انسان کی آنکھوں کا یہاں تک حال ہے وہ حقارت سے ان کو دیکھتی ہے اور کسی شمار میں لے کر نہیں آتی۔ پھٹے پرانے بوسیدہ کپڑے پہنے ہوئے بکھرے ہوئے بال۔ کنگھی کرنے کی توفیق نہیں مل رہی خاک آلود سر ہے لیکن مقام کیا ہے؟ وہ اگر خدا کی قسم کھا کر کہہ دیں تو خدا ایسا ضرور کر دیتا ہے۔ اتنا پاس رکھتا ہے ان کا۔ اتنی غیرت رکھتا ہے ان کی۔ اتنی محبت اور رحمت کا سلوک فرماتا ہے ان سے۔

پس یہ دو رستے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا۔ (البقرہ آیت ۲۵۷)

یہ آپ کے سامنے کھلے پڑے ہیں۔

پس احمدی عورت کے متعلق یہ وہم بھی نہیں کر سکتی کہ ان دونوں رستوں کے کھل جانے کے بعد وہ غی کا رستہ اختیار کریں وہ کفر ان کا رستہ اختیار کریں وہ کفر کا رستہ اختیار کریں۔ اور اس رستہ پر نہ چلیں۔ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ جو رستہ ہے۔

رُشد اور ہدایت کا رستہ

ہے وہ تو ایسا ہے کہ خدا کے کڑے پر ہاتھ پڑ جاتا ہے اور اس مضبوطی سے ہاتھ پڑتا ہے کہ کاٹا جائے تو کاٹا جائے وہ چھوٹ نہیں سکتا۔ اور کاٹا بھی جائے تو وہ خدا کے حضور چمٹا ہوا شمار ہوگا

لَا انْفِصَامَ لَهَا

اس کا مطلب ہے کہ پھر اس کا تعلق خدا سے نہیں ٹوٹ سکتا۔ خدا نے ضمانت دی ہے۔ دنیا کی تلواریں وہ ہاتھ تو کاٹ دیں گی۔ لیکن تعلق کو نہیں توڑ سکیں گی۔ وہ لامتناہی۔ ازلی وابدی تعلق ہے جو خدا سے قائم ہو جاتا ہے۔

پس اس کی طرف احمدی مستورات کو بڑھنا چاہیئے اپنی ذمہ داری کو پہچاننا چاہیئے۔ رحمت جو خدا نے عطا کی ہے۔ اولاد کے لئے اس رحمت کا حق ادا کریں پیار کا حق ادا کریں۔ پیار کے نتیجہ میں بگڑی ہوئی قومیں نہ چھوڑ کر جائیں۔ جن کا نام آپ کے نام پر لعنت ڈال رہا ہو۔ ایسے خدا کے بندے پیچھے چھوڑ کر جائیں۔ ایسی نسل چھوڑ کر جائیں کہ جن کو دیکھ کر خود بخود آپ کے لئے دعائیں نکلیں دلوں سے۔ اور بعد میں آنے والی نسلوں کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو جایا کریں کہ یہ وہ بچے ہیں جن کو احمدی ماؤں نے فلاں وقت جنم دیا تھا۔ اور ان کی رحمت کے نتیجہ میں آج یہ بنی نوع انسان کے لئے رحمت بنے ہوئے ہیں۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔"

اعلان نکاح

مکرم میاں اللہ دتہ صاحب کے صاحبزادے مکرم میاں انعام اللہ طیب صاحب پلیٹز کالونی نمبر ۲ فیصل آباد کا نکاح ہمراہ مکرمہ نسیم افزا صاحبہ بنت چوہدری محمد یحییٰ صاحب ساکن چوہڑکانہ منڈی ضلع شیخوپورہ بعوض دس ہزار روپے مہر مکرم نصیر احمد صاحب شاہد مربی سلسلہ عالیہ چوہڑکانہ نے یکم اکتوبر کو پڑھا۔ عزیزی نسیم افزا محترم عبدالحق رامہ صاحب مرحوم سابق ناظر بیت المال کی بھانجی ہے۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان ہر دو مخلص خاندانوں کے لیے یہ رشتہ بہت بابرکت کرے آمین۔

(میاں غلام احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ محکمہ انہار چوہڑکانہ)

دعائے نعم البدل

★ میرے چھوٹے بھائی عزیز مغفور احمد قمر مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے ۵ اکتوبر کو پہلی بچی عطا فرمائی جو چار گھنٹے زندہ رہنے کے بعد وفات پا گئی

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ بچی کی والدہ کو صحت کاملہ عطا فرمائے اور والدین کو نعم البدل سے نوازے۔ آمین۔

(مبرور احمد طاہر کوارٹر نمبر ۵۹ صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

★ خاکسار کا بچہ اطہر وقاص مختصر علالت کے بعد بعمر ۱۰ ماہ مورخہ ۵ اکتوبر کو وفات پا گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں نعم البدل سے نوازے اور سب عزیزوں کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

(ڈاکٹر منور احمد پتھواء)

★ خاکسار کے ہاں شادی کے اڑھائی سال کے بعد لڑکا پیدا جو چھتیس گھنٹے زندہ رہنے کے بعد وفات پا گیا۔ احباب کرام سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں عمر پانے والی اولاد عطا کرے، آمین۔

(مبارک احمد بھٹی ایف سی ایریا کراچی)

گمشدہ گھڑی

میری کلائی کی گھڑی OMA × 5 جس کا سُرخ رنگ کا ڈائل ہے کہیں گم ہو گئی ہے۔ اگر کسی دوست کو ملی ہو تو مینیجر صاحب الفضل کو پہنچا کر مشکور فرمائیں۔

(ملک عبدالحمید ناصر دارالرحمت غربی ربوہ)

الفضل آپ کا اپنا اخبار
مینیجر

بقیہ: خطاب

کیں اور اپنے متبعین کو بڑی خوشخبریاں بھی دیں۔ حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ جب وہ دنیا میں نور نبوت ظاہر فرماتا ہے تو عام دنیا پر بھی اس روحانی نور کی کرنیں پڑتی ہیں اور غیر معمولی شدت سے علم اور فلسفہ میں ترقی ہوتی ہے اور اس نور نبوت کی DIFFUSED LIGHT ساری دنیا کو منور کر دیتی ہے۔

حضور نے اس کی مثال بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ چین میں قریباً ہر علم کنفیوشس سے اس طرح مربوط ہے کہ دونوں نام اکٹھے آتے ہیں۔ ہندوستان میں بھی بہت سے علوم رشیوں کے ساتھ وابستہ ہیں اسی طرح سے حضرت مسیح موعود کی پیدائش سے وفات تک کے دور میں غیر معمولی کثرت سے نئے علوم سامنے آئے۔ چوٹی کے سائنسدان اسی دور میں پیدا ہوئے۔ ایٹمی قوت کا نظریہ اس صدی کے آغاز سے ہی واضح ہو گیا۔ ہوائی جہاز کی ایجاد کی داغ بیل پڑی۔ اور موجودہ دنیا کی کئی بنیادی ایجادیں اسی وقت میں ہوئیں۔

حضور نے احمدی طلباء کو مخاطب کر کے فرمایا آپ کو یہ غور کرنا چاہیئے کہ اس روشنی کے اوّل حقدار آپ لوگ ہیں۔ احمدیت کی برکت سے جو روشنی اس دنیا میں منتشر ہوئی اس سے آپ کیوں محروم رہیں آپ کو آگے بڑھنا چاہیئے۔ حضور نے فرمایا مصیبت یہ ہے کہ ہندو پاکستان کے لوگوں میں احساس کمتری بُری طرح چھایا ہوا ہے یہ ساری باتیں باہر ہی ہو سکتی ہیں یہاں نہیں ہو سکتیں۔ ہمارا دماغ ہی ایسا نہیں کہ ہم احساس کمتری کا شکار ہوں۔ حضور نے فرمایا یہ چیز تباہ کن ہے۔ اگر چھوٹی عمر میں ہی اعتماد ہو تو بڑے بڑے کام کئے جا سکتے ہیں۔ آپ بے وجہ خود کو بی ایس سی یا ایم ایس سی کی قیود میں جکڑتے ہیں کہ یہ کام تو زیادہ پڑھے لکھے کر سکتے ہیں۔ آپ کیوں ایف ایس سی میں ایم ایس سی کی باتیں نہیں سوچتے۔ اللہ نے انسان کو بہت دماغ دیا ہے لیکن ماہرین کہتے ہیں کہ انسانی دماغ کا بہت سا حصہ ساری عمر بغیر استعمال کے پڑا رہ جاتا ہے جن چند قوموں نے دماغ کو استعمال کیا ان کو اللہ نے بڑے پھل دیئے۔

حضور نے امریکہ کے ایک نوجوان کا ذکر کیا جس نے ایک دن کلاس میں یہ کہہ دیا کہ ایٹم بم کیا بڑی بات ہے میں بھی بنا سکتا ہوں پروفیسر کو اس بات پر غصہ آ گیا اس نے کہا تم کلاس سے نکل جاؤ اگر فلاں تاریخ تک تم نے ایٹم بم بنانے کا بلیو پرنٹ بنا دیا تو تم کو بغیر امتحان کے ڈگری دیدی جائے گی اور نہ بنا سکے تو فیل کر دیئے جاؤ گے اس نے یہ چیلنج قبول کر لیا۔ اس نے تحقیق شروع کر دی اور ایک ایک پرزے اور تفصیل کے بارے میں معلومات حاصل کیں آخر جب آخری روز آ گیا اور اس کا کام قریباً مکمل تھا صرف ایک پرزے کا اسے پتہ نہیں چل رہا تھا یہ ایک خاص قسم کا بجلی کا ویلو VALVE تھا جو ایک قسم کی بجلی کے کرنٹ کو روک کر دوسری قسم کا کرنٹ پاس کرتا تھا۔ یہاں آ کر اسے اپنی ساری تحقیق بے کار جاتی نظر آئی۔ آخر اس کے ذہن میں یکایک خیال آیا کہ ٹیلیفون کی کمپنی میں اس قسم کے آلے استعمال ہوتے ہیں اس نے کمپنی کو فون کیا اور اس آلے کے بارے میں معلومات حاصل کر کے اسے اپنے تھیسس میں درج کیا اور وقت ختم ہونے سے چند منٹ پہلے ہانپتا کانپتا جا کر اپنا تھیسس جمع کروا آیا۔ واپس آ کر سوچا معلوم نہیں میرا کام ٹھیک بھی ہے یا نہیں۔ آخر ڈگریوں کی تقسیم کے وقت اس کی تلاش شروع ہوئی اور یونیورسٹی نے اس کو غیر معمولی اعزازی ڈگری دی پروفیسروں نے کہا کہ امریکی قوم تمہاری شکر گزار ہے کہ تم نے اپنی تحقیق سے ایک نہایت اہم بات بتا دی ہے کہ ایٹم بم بنانے کی دستاویزیں کھلے بندوں لائبریریوں میں نہیں رہنی چاہئیں۔ چنانچہ اب یہ ساری چیزیں عام لوگوں کی دسترس سے ہٹا کر تالے میں رکھ دی گئی ہیں۔

حضور نے فرمایا جب ایک بی۔ ایس۔ سی کا طالب علم ایٹم بم تیار کرنے کا بلیو پرنٹ تیار کر سکتا ہے تو آپ بڑے بڑے کام کیوں نہیں کر سکتے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے زبانیں سیکھنے کے بارے میں احمدی طالب علموں کو ایک بار پھر متوجہ کرتے ہوئے فرمایا کہ زبانیں سیکھنے کے متعلق ماہرین کی ریسرچ کہتی ہے کہ گیارہ سال تک جتنی زبانیں بچہ سیکھ لے کوئی بوجھ اس پر نہیں ہوگا۔ بلکہ جتنی زیادہ زبانیں سیکھے گا اس میں مزید زبانیں سیکھنے کی اہلیت پیدا ہوگی۔ اور اگر اس عمر تک نہ سیکھ سکے تو بعد میں زبانیں سیکھنا اتنا آسان نہیں رہتا کیونکہ دماغ کے دائیں حصے

RIGHT HEMISPHERE

میں زبانیں سیکھنے کی حس ہوتی ہے اور وقت کے ساتھ ساتھ وہ کم ہوتی جاتی ہے۔ حضور نے فرمایا بہت زبانیں سیکھیں اور اس میں ہمہ تن مصروف ہو جائیں۔ اسی میں زندگی کا مزا ہے کہ کچھ نہ کچھ کرتے رہیں۔ علم کا جو مزا ہے اس کے کئی فوائد ہیں اس سے وقار NOBILITY بھی ملتی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور کیریکٹر بھی بنتا ہے۔ اگر آپ نیک نیتی سے اللہ کی رضا کی خاطر زبانیں سیکھیں گے تو اللہ تعالیٰ برکت دے گا اور یہ کام آپ کی تعلیم میں بھی حارج نہ ہوگا۔ حضور نے فرمایا اس کو اپنا مشغلہ قرار دیں اس سے ذہن کو آرام بھی ملے گا اور دلچسپی بھی پیدا ہوگی کیونکہ معمول کا ایک کام کرتے کرتے انسان اکتا کر تھک جاتا ہے اور تبدیلی چاہتا ہے۔ چرچل جب اپنے امور مملکت سے تھک جاتا تھا تو بڑھئی کا کام کیا کرتا تھا۔ اس طرح سے تبدیلی فائدہ دیتی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ اس بارے میں ابھی گفتگو ہو رہی تھی تو میاں احمد (صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب۔ ناقل) نے بتایا ہے کہ یہ ایک نئی ریسرچ ہوئی ہے کہ بعض ایسے طریقے نکل آئے ہیں جس سے زبانیں جلدی سیکھی جاسکتی ہے۔ اس میں مختلف ملکوں نے مختلف ذرائع اختیار کئے ہیں۔ بعض لوگوں کے خیال میں ترجمے کی بجائے براہ راست طریقے سے زبان سیکھی جائے، کتابوں اور تصاویر کے ذریعے، مگر اس میں تلفظ کی کمزوری پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اچھا تلفظ بولے بغیر نہیں آتا، اس لئے آڈیو وژیول سسٹم (سمعی و بصری نظام) کو بہتر سمجھا جاتا ہے۔ اس بارے میں بھی تحقیق کرنی چاہیئے۔ حضور نے فرمایا ایک اور طریق بلغاریہ میں یہ اختیار کیا گیا ہے کہ ایک ہال میں بہت آرام دہ نرم گداز صوفے پر آدمی کو بٹھا کر بیک گراؤنڈ میں زبان سکھانے کا پروگرام چلایا جاتا ہے۔ یہ آواز ہلکی آواز میں ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میوزک چلایا جاتا ہے جو ذرا بلند ہوتا ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ اپنی توجہ میوزک کی طرف رکھو۔ اس طرح سے شعور کی بجائے تحت الشعور کے ذریعے زبان سکھائی جاتی ہے۔ اور اس کا تجربہ کرنے والوں نے اس کی کامیابی کا دعویٰ کرتے ہوئے کہا ہے کہ صرف ایک ماہ کے اندر اندر انسان زبان بولنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ حضور نے فرمایا روسی سائنسدانوں کی ایک ٹیم اس بارے میں مزید تحقیق کر رہی ہے۔

حضور نے ایک اور طریق کے بارے میں بتایا کہ اس طریق کو بعض سائنسدان ناکام اور بعض کامیاب قرار دیتے ہیں کہ۔ رات کو سوتے وقت انسان سرہانے زبان سیکھنے کے پروگرام کی ریکارڈنگ لگا دی جاتی ہے جو خود بخود ختم ہونے کے بعد دوبارہ چلنے لگتی ہے ساری رات انسانی لاشعور اس پروگرام کو سنتا رہتا ہے حضور نے فرمایا ابھی اس بارے میں ساری بات تحقیق طلب ہے کہ جو بات لاشعور نے محسوس کی ہے وہ شعور میں کس طرح منتقل ہو گی۔ حضور نے فرمایا اس سلسلے میں کوئی نہ کوئی ذریعہ تو یقیناً ہوگا ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ تعلیم نہ دیتے کہ ایک بچے کے ایک کان میں اذان اور دوسرے میں تکبیر کہی جائے۔ حضور نے احمدی طالب علموں کو اس طریق پر ریسرچ کرنے اور اس کے نتائج معلوم کرنے کی تلقین فرمائی۔

حضور نے فرمایا ربوہ میں ہم انشاء اللہ ایک نمونہ کی جگہ بنائیں گے جہاں جدید ذرائع سے زبانیں سیکھنے کا انتظام کیا جائے گا۔ اس میں جو بھی خرچ ہوگا ہم کریں گے اس بارے میں خرچ کی کوئی پرواہ نہیں کی جائیگی۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا جب یہ بات میں نے باہر کے ممالک میں کی تو قربانی کی حیرت انگیز پیشکش مخلصین جماعت نے کی اور کہا کہ جو ہمارا ہے وہ سو فیصد دین کا ہے جب چاہیں منگوالیں جو چاہیں لے لیں۔ اس طرح سے سارے افراد جماعت کی کل جائیداد گویا جماعت احمدیہ کا سرمایہ بن جاتی ہے۔ حضور نے فرمایا اس میں روپے کی کمی روک نہیں بنے گی۔ اس میں جو بھی خرچ ہوگا کریں گے۔ جو بھی چیز منگوانی ہوگی منگوائیں گے۔ جامعہ احمدیہ یا لائبریری میں کوئی جگہ مخصوص کی جائے گی۔ کوئی کمرہ علیحدہ بنانا پڑا تو بھی بنا لیا جائے گا۔ اس نمونے پر پھر مختلف شہروں میں لینگویج لیبارٹریز بنائیں گے۔

حضور نے احمدی طالب علموں کو فرمایا اپنے آپ کو تیار کر لیں کمر ہمت کس لیں۔ آپ تمام علوم میں دنیا بھر کے سردار بنائے گئے ہیں۔ غفلتوں کو چھوڑیں۔ دعاؤں کے ذریعے سے تیاری کریں۔ اللہ تعالیٰ بڑے بڑے علوم آپ کے ذریعے دنیا پر ظاہر کرے گا۔ اور ترقیات کی بڑی بڑی منازل آپ کے ذریعے سے طے کرائے گا۔

خدا کرے کہ آپ جلد از جلد یہ دن دیکھیں۔

اس کے بعد حضور نے دعا کروائی اور واپس تشریف لے گئے۔

مربیانِ کرام توجہ فرمائیں

جملہ مربیان کرام کو تاکید کی جاتی ہے کہ آمدہ اجتماع انصار اللہ (۵-۶-۷ نومبر ۸۲ء) کو کامیاب بنانے کے لیے اپنے حلقہ سے زیادہ سے زیادہ انصار کو اس اجتماع میں شمولیت کے لیے تیار کریں۔ اجتماع سے پہلے پہلے جن جماعتوں کا دورہ کریں وہاں کے انصار کو اجتماع میں شامل ہونے کی پُرزور تحریک کریں۔ کوشش کریں کہ ہر جماعت کی نمائندگی ہو جائے۔ اپنی ماہوار رپورٹ میں ذکر کریں۔ کس جماعت سے کتنے انصار کو تیار کیا گیا۔

(ناظر اصلاح وارشاد ربوہ)

الفضل کی اشاعت میں حصہ لیں ٭ مینجر الفضل

شکور پارک ہاؤسنگ سکیم ربوہ

باقاعدہ ٹاؤن کمیٹی ربوہ سے منظور شدہ

ہر قسم کے نقص سے پاک۔ حق شفعہ سے مبرا۔ مکمل ضمانت

فوری رجسٹری اور فوری قبضہ

شکور پارک — جس میں پختہ سڑکیں۔ نالیاں۔ بجلی۔ میٹھے پانی کی سپلائی۔ ٹیلی فون اور سوئی گیس بفضل تعالیٰ مہیا کی جائے گی۔

شکور پارک — بہترین موقعہ۔ ایک طرف محلہ دارالرحمت شرقی ب بلاک ۲۴ کی ۴۰ فٹ سڑک دوسری طرف محلہ ناصر آباد اور مبارک کالونی۔ چنیوٹ ساہیوال روڈ کے اندر بطرف ربوہ

شکور پارک — مسجد اقصیٰ کے پہلو میں پرکوں کے ساتھ ۱۲ فیصد رعایت ابھی جاری ہے۔ احباب فائدہ اٹھائیں۔ بفضل تعالیٰ دسمبر ۸۲ء تک ترقیاتی سکیم مکمل ہو جانیکی گارنٹی۔ ۔ رابطہ کے لئے۔

پروپرائٹر:-

★ حاجی عبد السمیع ۱۶/۲۵ باسط منزل محلہ دارالرحمت شرقی ب ربوہ

فون گھر ۴۱۶ دوکان ۶۱۴

★ مومن اسٹیٹس پراپرٹی ڈیلر گولبازار ربوہ فون ۵۱۷

★ علی اسٹیٹس اقصیٰ چوک ربوہ فون ۶۶۴

★ صدیق اسٹیٹس ایجنسی اقصیٰ چوک ربوہ فون ۶۴۰

برائے فروخت

فرنیچر دوکان بوجہ کاروبار ختم کرنے کے ارزاں نرخ پر فروخت کے لیے موجود ہے۔ رابطہ کے لیے

سٹار الیکٹرک سٹور چوک یادگار (حضرت اماں جان) عقب دارالضیافت ربوہ

ضروری اعلان

بعض احباب الفضل کا خاص نمبر (بیادگار حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ) وی پی پی بھجوانے کی ہدایت فرما رہے ہیں ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ ان کے ارشاد کی تعمیل میں -/۱۳ روپے کا وی پی پی بھجوایا جائیگا۔ جس میں -/۱۰ روپے نمبر کی قیمت اور -/۳ روپے پیکنگ اور ڈاک خرچ ہوگا۔ (مینجر الفضل ربوہ)

ضرورت سیل مین

باجوہ کلاتھ سٹورز گولبازار ربوہ پر سیل مین کی ضرورت ہے۔ کپڑے کا کام جاننے والوں کو معقول تنخواہ دی جاویگی۔ نیز ایسے بچے جو کام سیکھنا چاہیں انہیں بھی تنخواہ دی جاوے گی۔

پروپرائٹر:- اعجاز احمد باجوہ

باجوہ کلاتھ سٹورز گولبازار ربوہ

فون نمبر ۵۶۸